# علامہ غلام رسول سعیدی کی تطبیقِ احادیث میں خدمات

غلام مصطفیٰ انجم*
ڈاکٹر حافظ محمد شہباز**

## ABSTRACT

Allama Ghulam Rasool Saeedi is a noted contemporary Islamic scholar knows for his brilliant style of writing and …….. The way he dealt with the differing ahadith by removing the objections through providing justifying explanations in his works such as "Tibyan al Quran", Sharah Sahih Muslim" "Tibyan Al Quraan, Sharha Saheeh Muslim, Tibyan al Furqan, Ne'am Al Bari Sharha Saheeh al Bukhari" is a great display of his skills. This article deals with conflicts found in differing ahadith quoted in " Sharah Sahih Muslim".In his book Ghulam Rasool saeedi has claims that there is no confilict in Ahadith but it is considered as such due to limitations of human being mind in perceive his the meanings of Ahadith. In his works he presented ample proofs to remove conflicts among the differing narrations. Some examples of his contributions in this regard include the important topics such as taking the name of Allah during ablution. He has established conformity between Quran and the Sunnah by clarifying segregation between the obligatory steps of ablution according to Quraan and the sunnah of the prophet ﷺ. Further he has conformed conflicting narrations relating to valid and invalid marriage with and/or without the permission of the guardian of the woman. He also

* پی ایچ ڈی سکالر، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور
** ایسوسی ایٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

discuss approval and disapproval of marriage in the state of wearing "Ihram" and conformity in narrations dealing with establishing purity and cleanliness of leather by tanning. Conformity in narrations stating the sacredness of Makka Muazzima and Madina Munawwara through logical reasoning.

**Keywords:** مفاہیم، متضاد احکام، تباین احوال، رواۃ، تعارض، مختلف الحدیث، تنقیح، تطبیق، مناہج واسالیب

یہ بات مسلمہ ہے کہ احادیث میں حقیقتاً تعارض نام کی کوئی چیز نہیں مگر جہاں کہیں احادیث کے ظاہری معانی ومفاہیم میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کی علت ذیل میں دیے گئے اسباب میں سے کوئی ایک سبب ہوگی۔ اسباب تعارض حسب ذیل ہیں:

1۔ عموم وخصوص کے اعتبار سے 2۔ تباین احوال کے اعتبار سے 3۔ رواۃ کی ادائیگی کے اعتبار سے

اسی طرح تحقق تعارض کی بھی تین شرائط ہیں جن کے بغیر معانی متعارضہ کا تحقق ناممکن ہے۔ ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

1۔ اتحاد محل 2۔ اتحاد وقت 3۔ متضاد احکام

یعنی اختلاف محل واختلاف وقت اور اتحاد احکام سے ثبوت تعارض نہ ہوگا اور احادیث مبارکہ ان کے وجود سے پاک ہیں۔ منکرین حدیث کتاب وسنت میں جدائی ڈالنے کے لیے اسلام پر حملے کرتے چلے آئے ہیں جس کا مقصود دین کو فقط قیل وقال تک محدود کرنا ہے۔ محدثین نے منکرین حدیث کے سوالات کا جواب دینے کے لیے مختلف اسالیب اختیار کیے جن میں سے ایک علم مختلف الحدیث تھا جس میں احادیث رسول ﷺ پر ہونے والے اعتراضات واشکالات کا تسلی بخش جواب دیا جاتا ہے اور بظاہر متعارض حدیثوں میں جمع وتوافق کی کوشش کی جاتی ہے یا ان میں سے ایک کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دینا ہوتا ہے چنانچہ اہل علم نے اس فن علم میں مرتب شدہ کتب کے مختلف اسالیب بیان کیے ہیں جن میں سے اس علم پر لکھی گئی بنیادی کتب میں سے اختلاف الحدیث از امام شافعی، فن مختلف الحدیث پر لکھی جانے والی پہلی کتاب ہے۔ اس میں احادیث مرفوعہ کی تعداد 253 ہے جنہیں احادیث متعارضہ سے رفع تعارض کے لیے جمع کیا گیا ہے۔ تاویل مختلف الحدیث از

ابن قتیبہ، یہ کتاب بھی فن مختلف الحدیث میں نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ اس کتاب میں احادیث مختلفہ مرفوعہ کی تعداد ایک سو گیارہ (111) اور مشکل الحدیث سے متعلق احادیث کی تعداد ایک سو چھ (106) ہے جنھیں بہتر (72) قضایا کے تحت ابن قتیبہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے۔ تھذیب الآثار از ابو جعفر محمد بن جریر طبری، یہ کتاب بھی علم مختلف الحدیث پر لکھی جانے والی بنیادی کتب میں سے ہے۔ اس کتاب میں امام طبری کا انداز مفسرانہ ہے۔ مشکل الحدیث وبیانہ از ابن فورک، یہ کتاب بھی علم مختلف الحدیث پر لکھی گئی بنیادی کتب میں شمار ہوتی ہے۔ اس کتاب میں ابن فورک کا انداز مناظرانہ ہے۔ مشکل الآثار از امام طحاوی، یہ کتاب فن مختلف الحدیث پر لکھی جانے والی کتب میں سب سے زیادہ ضخیم ہے۔ اس کتاب میں امام طحاوی نے فن مختلف الحدیث کی فنی حیثیت کو بڑے خوبصورت انداز میں اجاگر کیا ہے، حدیث کی سند و متن میں خوب چھان بین کی ہے۔ تعارض بین الاحادیث کا فنی طریقہ سے ازالہ کیا ہے۔ متعارض احادیث میں جمع و تطبیق کا فن علوم حدیث کے اہم فنون میں سے ایک ہے کیونکہ تمام علماء اس کی معرفت کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اس فن میں صرف وہی علماء درک رکھتے ہیں جو حدیث و فقہ دونوں کے جامع ہوں نیز ماہر اصول ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث کے بھی ماہر ہوں۔ بعد ازاں علمائے برصغیر نے اپنے اسلاف کی اتباع کرتے ہوئے اس کی مزید تنقیح کی اور احادیث متعارضہ سے رفع تعارض میں اہم کردار ادا کر کے دشمنان دین کا جو قرآن و سنت کے مابین دراڑ ڈالنا چاہتے تھے ناطقہ بند کر دیا۔ اپنے اسلاف کی اقتداء کرتے ہوئے اپنے مناظروں، تفاسیر، شروحات، اور فتاوٰی جات کے ذریعے تفسیر طلب مسائل اسی طرح عقائد و نظریات، فقہ و اخلاق اور مناقب وغیرہ کے حوالے سے آنے والی احادیث متعارضہ سے تعارض رفع کر کے قوم کی صحیح سمت راہنمائی فرمائی ہے۔ یوں تو علمائے برصغیر میں سے بہت سے معتبر نام ہیں جنہوں نے اس فن میں اپنا کردار ادا کیا مگر ان میں سے ایک نمایاں نام مولانا غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے جنہوں نے اپنی کتاب شرح صحیح مسلم، نعم الباری شرح صحیح بخاری میں بڑے احسن انداز کے ساتھ احادیث کے ظاہری تناقض کو رفع کر کے مفاہیم احادیث میں تطبیق دی ہے۔

احادیث سے رفع تعارض میں مولانا غلام رسول سعیدی کا منہج و اسلوب یوں ہے:

i. تحت الباب اور اس کے معارض احادیث کو معہ ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

ii. احادیث سے مستنبط احکام ذکر کر کے حاملین مواقف کو مع الدلائل نقل کرتے ہوئے ترتیب کا

خصوصی خیال رکھتے ہیں۔

iii. احادیث کے حکم پر بحث کرتے ہوئے اسمائے رجال کو بیان کرتے ہیں۔

iv. لغت اور اقوال اسلاف کو دلائل کے طور پر نقل کرتے ہیں۔

v. جدید مسائل پر اپنی رائے کا کھل کر اظہار کرتے اور انہیں دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کرتے ہیں۔

vi. جن روایات میں مولانا غلام رسول سعیدی نے تطبیق دی ہے ان میں سے چند امثلہ درج ذیل ہیں:

## بغیر اذن ولی نکاح کے ثبوت وعدم ثبوت بارے احادیث متعارضہ میں تطبیق

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے ثبوت وعدم ثبوت بارے احادیث میں تعارض پایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ"۔ [1]

"جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے پس اس کا نکاح باطل ہے پس اس کا نکاح باطل ہے۔"

اس کے برعکس حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ان الفاظ کے ساتھ آیا ہے:

الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا وَ إِذْنُهَا صُمَاتُهَا۔ [2]

"ولی کی نسبت غیر شادی شدہ لڑکی خواہ کنواری ہو یا بیوہ اپنے نفس کی زیادہ حقدار ہے اور باکرہ سے بھی اس کی ذات بارے اجازت لی جائے اور اس کی اجازت خاموشی ہے۔"

---

[1] - سنن ابودؤد، کتاب النکاح، باب في الولي، 634/1، حدیث:2083۔ جامع ترمذی، أبواب النكاح، بَابُ مَا جَاءَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ، 399/3، حدیث:1102۔

[2] -صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب اسْتِئْذَانِ الثَّيِّبِ فِي النِّكَاحِ بِالنُّطْقِ وَالْبِكْرِ بِالسُّكُوتِ، 432/14، حدیث:5431۔ سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب في الثيب، 638/1، حدیث:2098۔ جامع ترمذی، أبواب النكاح، بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِئْمَارِ البِكْرِ وَالثَّيِّبِ، 408/3، حدیث:1108۔

## احادیث متعارضہ کے مابین وجہ تعارض

احادیث میں وجہ تعارض یہ ہے حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح باطل ہے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس بات کی نفی ثابت ہے۔

## احادیث میں تطبیق

مذکورہ احادیث کے مابین رفع تعارض میں اہل علم کے مناہج واسالیب مختلف ہیں: امام شافعی ومالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ترجیح حاصل ہے۔

## آئمہ ثلاثہ کے اقوال

امام خطابی اپنی کتاب معالم السنن میں آئمہ ثلاثہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

و فی تکراره القول ثلاثا تاکید لفسخه و رفعه من اصله [1]

"کہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں فسخ وبطلان نکاح کا تین مرتبہ تکرار نسخ نکاح کو مؤکد کرتا ہے۔"

اور جب کسی حکم مؤکد وغیر مؤکد میں تعارض واقع ہو تو وہاں حکم مؤکد کو ترجیح ہو گی۔

امام ابو حنیفہ اوران کے دیگر رفقاء کے نزدیک بغیر اجازت ولی کے نکاح واقع ہو سکتا ہے مگر اس میں تفصیل ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے استدلال کرتے ہیں۔

## علامہ غلام رسول سعیدی کے نزدیک بغیر ولی کے انعقاد نکاح

علامہ سعیدی اورامام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک بغیر اجازت ولی کے عورت کا نکاح کرنا جائز ہے۔ امام صاحب اور دیگر احناف قاعدہ ترجیح کی بجائے قاعدہ جمع و تطبیق جاری کرتے ہیں اور سورة البقرة کی آیت نمبر (234) دو سو چونتیس سے استدلال کرتے ہیں اور اس کے علاوہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی مؤید ہے۔ علامہ سعیدی رقمطراز ہیں:

---

[1] -معالم السنن:27/3

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ [1]

"اور تم میں جو مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو تم پر مؤاخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں، اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔"

دوسری آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَه مِنْ بَعْدُ حَتّٰي تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَه فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ [2]

"پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے۔"

ان آیات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے عقد نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف کی ہے جو اس بات پر دلیل ہے کہ عورتوں کو نکاح کرنے کا اختیار ہے لہذا اگر عورت ولی کے بغیر اپنا عقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو یہ جائز ہے۔

## حدیث حضرت ابن عباس سے استدلال

حدیث حضرت عبداللہ بن عباس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایم اپنے نفس کی ولی سے زیادہ حقدار ہے جب ایم یعنی غیر شادی شدہ عورت اپنی ذات کی اپنے ولی کے مقابلہ میں زیادہ مستحق ہے تو پھر ولی

---

[1] ۔ البقرۃ2: 234

[2] ۔ البقرۃ2: 230

کی ضرورت نہ رہی لہٰذا ثابت ہو گیا کہ ایم اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کر سکتی ہے۔

## جمع و تطبیق کے ذریعہ احادیث سے رفع تعارض

نابالغہ کے عقد کے لیے ولی کی اجازت کا اعتبار ضروری جبکہ بالغہ و بیوہ کے لیے اس کی ذات میں اس کے اپنے تصرف و اختیار کو معتبر مانا جائے تو اب دونوں احادیث کے معانی بھی خوب واضح ہو جائیں گے اور احادیث کے مابین تطبیق بھی ہو جائے گی اور احادیث کے معانی و مطالب پر عمل بھی ہو گا۔

## قاعدہ جمع و تطبیق پر دلیل

اس باب میں اگر بنظر غور دیکھا جائے تو قاعدہ جمع و تطبیق ہی رفع تعارض کے لیے بہترین انتخاب ہے اس طرح کہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مختلف اسناد سے مروی ہے جن میں بعض ضعیف ہیں اور بعض غریب ہیں۔ الغرض کسی نہ کسی طرح اس پر محدثین و فقہاء نے کلام ضرور کیا ہے جس وجہ سے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہم پلہ نہیں رہتی۔ جب اس حدیث کا معیار حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کم ہوا تو پھر یہ قابل استدلال بھی نہ رہی جب قابل استدلال نہ رہی تو پھر قاعدہ ترجیح جاری نہ ہو گا کیونکہ اس کے لیے دونوں احادیث کا صحیح الاسناد اور صحیح المتون ہونا ضروری ہے۔

## الحاصل

مذکورہ تمام احادیث و آثار سے یہ ثابت ہو گیا کہ عورت کا نکاح اس کی اپنی اجازت سے بغیر ولی کے نہ صرف جائز ہے بلکہ اس کی مرضی کے خلاف کیے گئے نکاح کو وہ جب چاہے فسخ کا حق رکھتی ہے تو رہی بات ولی کے بغیر نکاح کے باطل ہونے کی تو اس حدیث کا محمل صرف اور صرف باکرہ نابالغہ ہے اور جہاں عورت کو ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کا اختیار ہے تو وہ باکرہ، شیبہ، ایّم ہیں۔

## بحالت احرام نکاح کے جواز و عدم جواز کی احادیث میں تطبیق

بحالت احرام نکاح کے جواز و عدم جواز بارے احادیث میں اختلاف پایا جاتا ہے، پہلی روایت جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں یزید بن الاصم سے نقل کیا:

”عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلاَلٌ قَالَ وَكَانَتْ خَالَتِي وَخَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ“ (1)

حضرت یزید بن الاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس حالت میں نکاح کیا کہ آپ ﷺ احرام سے باہر تھے اور یزید فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہ میری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خالہ تھیں۔

دوسری روایت جسے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المؤطا میں حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں:

”عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا رَافِعٍ مَوْلَاهُ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَزَوَّجَاهُ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَهُوَ بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ“ (2)

”حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ کے غلام تھے، فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام ابورافع اور ایک انصاری جوان کو حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بھیجا، تو انہوں نے نکلنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا اس حال میں نکاح کروایا کہ آپ ﷺ مدینہ شریف میں ہی رونق افروز تھے۔“

مذکورہ ان دونوں روایات کے علاوہ ایک تیسری روایت سیدنا عثمان سے یوں منقول ہے:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لاَ يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ۔

---

[1] -صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ وَكَرَاهَةِ خِطْبَتِهِ،137/4، حدیث:3519۔ جامع ترمذی، أبواب الحج، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ،194/3، حدیث:845۔شرح معانی الآثار،کتاب مناسك الحج، باب نكاح المحرم، 270/2، حدیث:4220۔المستدرک،کتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم، ذكر أم المؤمنين ميمونة بنت الحارث رضي الله عنها، 34/4، حدیث:6798۔

[2] -المؤطا مالک،کتاب الحج، بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ،348/1، حدیث:69۔ شرح مشکل الآثار، بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ:"لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ، وَلَا يُنْكِحُ، وَلَا يَخْطُبُ".وَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُ مَعَ ذَلِكَ فِي الْحَالِ الَّتِي تَزَوَّجَ فِيهَا مَيْمُونَةَ مِنْ حَرَمٍ أَوْ حِلٍّ،514/14،حدیث:5801۔شرح معانی الآثار، کتاب مناسک الحج،بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ،2270/3، حدیث:4219۔

وَلَا يُنْكِح وَلاَ يَخْطُبُ"[1]

"حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: محرم بحالت احرام نہ نکاح کرے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کرائے اور نہ ہی کسی کو پیغام نکاح بھیجے۔"

## احادیث میں وجہ تعارض

مذکورہ تمام احادیث مبارکہ صحیح الأسناد اور صحیح المتون ہیں اور بحالت احرام نکاح کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں لیکن حدیث شیخین اور حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے واضح کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا۔

## نکاح محرم کے جواز میں علامہ سعیدی کا موقف و دلائل

### عقلی دلیل:

علامہ غلام رسول سعیدی کے نزدیک محرم کا نکاح کرنا شرعا جائز ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کو حلال کیا ہے اور قرآن مجید میں کسی خاص کیفیت و حالت میں نکاح کے جائز و ناجائز کی کوئی شرط و قید نہیں ہے تو پھر ہم خبر واحد یا کسی دوسرے قرینہ کے ذریعہ حکم قرآن کو مقید نہیں کرسکتے لہٰذا محرم یا غیر محرم سب کا نکاح جائز ہے۔[2]

### نقلی دلیل:

---

[1]-صحیح مسلم،کتاب النكاح، باب تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ وَكَرَاهَةِ خِطْبَتِهِ، 137/4، حديث:3516، 3514، 3512- سنن ابوداود، كتاب المناسک، باب الْمُحْرِمِ يَتَزَوَّجُ، 106/2، حديث:1843- مسند احمد،508/1، حديث:496، 462- شرح مشكل الآثار، بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيهِ فِي الْقَتِيلِ يُوجَدُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ قَوْمٍ وَلَا يُعْلَمُ مَنْ قَتَلَهُ هَلْ تَجِبُ بِذَلِكَ دِيَتُهُ عَلَيْهِمْ أَمْ لَا؟ 517/11، حديث:4582، 5795،5793- شرح معانی الآثار، كتاب مناسک الحج، بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ،268/2، حديث: 4199- صحيح ابن حبان، بَابُ حُرْمَةِ الْمُنَاكَحَةِ ، ذِكْرُ الزَّجْرِ عَنْ أَنْ يَخْطُبَ الْمَرْءُ النِّسَاءَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، 433/9، حديث:4139، 4128، 4125، 4124، 4123-

[2]-شرح صحيح مسلم:812/3

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ محرم کا نکاح جائز ہے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بحالت احرام نکاح کیا۔

احادیث مذکورہ سے رفع تعارض کی یہاں تین صورتیں ہیں اگر ان کو جاری کیا جائے تو احادیث سے نہ صرف رفع تعارض ممکن ہو گا بلکہ ہر حدیث کا معنیٰ اور محمل بھی واضح ہو جائے گا جس کا اصل فائدہ یہ ہو گا کہ کسی حدیث پاک کا ترک لازم نہیں آئے گا۔ جیسا کہ سابقہ موقف کے حاملین کے دلائل و نظریات سے لازم آتا ہے۔ چنانچہ اس کی تین صورتیں کو بیان کیا جاتا ہے:

1۔ حالت احرام میں نکاح کرنا جائز ہے اور جو احادیث عدم جواز پر دلالت کرتی ہیں وہاں ان احادیث کی تاویل ہے۔ وہ یوں کہ وہاں نکاح سے اس کا حقیقی معنیٰ وطی مراد ہے۔ یعنی محرم نہ وطی کرے نہ کسی کو وطی کرنے دے تو یوں دونوں احادیث میں جمع و تطبیق ہو گی۔

2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یا یہ نہی کراہت کے لیے ہے۔ اور بخاری کی روایت بیان جواز کے لیے ہے اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ عقد نکاح مباشرت کا سبب ہے۔ اس لیے حالت احرام میں اس سے منع کیا اور اسی وجہ سے اس کے ساتھ پیغام نکاح کی بھی ممانعت کر دی، حالانکہ پیغام نکاح کے جواز میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ خواہ باعث کراہت ہو۔

3۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اس واقعہ کی گواہ خود حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جن کے ساتھ یہ واقعہ خصوصیت رکھتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں میرے ساتھ نکاح کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ حالت احرام میں نکاح جائز ہے اور نہی صرف کراہت تنزیہی کے لیے ہے۔ باب اول میں قواعد کی وضاحت و تفصیل کے دوران اس بات کو خصوصی طور پر ذکر کر دیا گیا ہے کہ صاحب قصہ کی بات کا اعتبار دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ ہو گا۔ اس لیے اس اعتبار سے بھی یہ بات ثابت ہو گئی کہ حالت احرام میں نکاح جائز ہے۔

## الحاصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پر فوقیت و ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ ان دونوں احادیث میں تعارض کا تحقق غیر معتبر ہے۔ اس لیے کہ تعارض وہاں

معتبر ہو گا جہاں احادیث کی اسناد مساوی المرتبة ہوں۔حالانکہ حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قوی ہے۔کیونکہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ایک راوی عمرو بن دینار ہیں جو حدیث عثمان کے راوی نبیہ بن وہب سے قوی ہیں اوراسی طرح یزید بن الاصم کی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے عمرو بن دینار کہتے ہیں یہ ایک اعرابی تھا جو اپنی ایڑیوں پر پیشاب کرتا تھا۔[1] اسی طرح اس دوسری روایت میں مطر بن وراق ہیں جو امام نسائی اور دیگر کے نزدیک بھی لائق استدلال نہیں ہے نیز امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ(تزوج النبي صلى الله عليه و سلم وهو محرم)[2] رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام نکاح کیا۔

## مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے فضائل بارے احادیث متعارضہ میں تطبیق

مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے فضائل میں احادیث میں تعارض پایا جاتا ہے اس سلسلہ میں احادیث متعارضہ اور ان کے مابین وجوہ تعارض اور تطبیق کی صورتیں حسب ذیل ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالىٰ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنْ الْبَرَكَةِ [3]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ تو نے جتنی برکتیں مکہ معظمہ میں نازل فرمائی ہیں مدینہ طیبہ میں اس سے دگنی برکتیں نازل فرما۔

اس کے علاوہ دوسری حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یوں مروی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالىٰ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ

---

[1] -ميزان الاعتدال:362/4۔ تدريب الراوي:432/1۔ عمدة القاري:112/111/20

[2] -الجامع الصحيح:1966/5، حديث:4824

[3] -الجامع الصحيح، كتاب الحج، باب المدينة تنفي الخبث، 666/2، حديث:1786۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فَضْلِ الْمَدِينَةِ وَدُعَاءِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- فِيهَا بِالْبَرَكَةِ وَبَيَانِ تَحْرِيمِهَا وَتَحْرِيمِ صَيْدِهَا وَشَجَرِهَا وَبَيَانِ حُدُودِ حَرَمِهَا، 115/4، حديث:3392۔ مسند احمد، مسند انس بن مالك، 437/19، حديث:12452

حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ۔ (1)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ مدینہ طیبہ کو ہمارے لیے اتنا ہی محبوب کردے جتنا کہ مکہ معظمہ کو کیا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب۔"

اس کے برعکس دیگر روایات میں آتا ہے کہ مسجد حرام میں ادا کی گئی عبادات خصوصا نماز کا اجر و ثواب دیگر مساجد کی نسبت زیادہ ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَتِيقٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالیٰ عَنْهُ يَقُولُ:صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ۔ (2)

اس کے علاوہ ایک اور روایت میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم صَلاَةٌ فِى مَسْجِدِى هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِى غَيْرِهِ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلاَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ (3)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا باقی تمام مساجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔"

## احادیث میں وجہ تعارض

مذکورہ احادیث متعارضہ میں وجہ تعارض یہ ہے کہ اپنی فضیلت کے اعتبار سے مکہ معظمہ افضل ہے یا مدینہ طیبہ

[1]-الجامع الصحيح،كتاب الدعوات، باب الدعاء برفع الوباء والوجع ، 444/6، حديث:1752- صحيح مسلم،كتاب الحج باب التَّرْغِيبِ فِي سُكْنَى الْمَدِينَةِ وَالصَّبْرِ عَلَى لأْوَائِهَا،115/4، حديث:3392- مسنداحمد، 437/19، حديث:12452- مسندأبو يعلىٰ الموصلی، 273/6، حديث:3578، 3620

[2] -شرح مشكل الآثار، بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْمَسَاجِدِ الَّتِي لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَيْهَا، وَمِنْ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِيهَا عَلَى غَيْرِهَا مِنَ الْمَسَاجِدِ، وَفِي تَسَاوِيهَا فِي ذَلِكَ، أَوْ فِي فَضْلِ بَعْضِهَا بَعْضًا فِيهِ61/2، حديث:596-

[3]- الجامع الصحيح،1أبواب التطوع، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، 398/1، حديث:1133۔ صحيح مسلم،كتاب الحج، باب فَضْلِ الصَّلاَةِ بِمَسْجِدَىْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ،124/4، حديث:3440، 3441، 3443، 3445۔ ۔

کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ کی افضیلت تمام بلاد کائنات پر ہے یہاں تک کہ مکہ معظمہ پر بھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے برکت کی دعا کا اہتمام فرمایا خصوصا مکہ معظمہ کے مقابلے میں دگنی برکت کی دعا فرمائی جبکہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکہ معظمہ کی تمام شہروں پر افضلیت معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ اس کی مسجد حرام میں نماز ادا کرنے کا اجر تمام مساجد سے زیادہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ کو مدینہ طیبہ پر فضیلت حاصل ہے۔

## تطبیق احادیث میں علامہ سعیدی کا نظریہ

علامہ غلام رسول سعیدی شرح صحیح مسلم میں رقمطراز ہیں:

> "مکہ کی جتنی بھی فضیلت ہے رسول اللہ ﷺ کے روضہ انور کے ماسوا میں ہے، اور ان احادیث کے پیش نظر حق یہ ہے کہ: خواہ مکہ افضل ہو لیکن اجر و ثواب اور خیر و برکات مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ سے دوچند ہیں نیز مدینہ منورہ مکہ معظمہ سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ فتح مکہ کے بعد بھی حضور ﷺ پر مدینہ منورہ میں رہنا فرض تھا اگر مکہ افضل ہوتا تو حضور ﷺ کو مکہ میں رہنے کا حکم دیا جاتا۔" [1]

## الحاصل

مذکورہ احادیث متعارضہ سے تعارض رفع کرنے میں متقدمین و متأخرین علماء کی آراء مختلف ہیں جن میں واضح اکثریت مدینہ منورہ کو نسبت رسول اللہ ﷺ کی بدولت اور رسول اللہ ﷺ کی دعائے برکت کی وجہ سے مکہ معظمہ پر فضیلت کی قائل ہے۔ جیسا کہ اس سلسلے میں امام طحاوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں حضرت امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے:

> قَالَ سُفْيَانُ فَنَرَى أَنَّ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا مَسْجِدَ الرَّسُولِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَإِنَّمَا فَضْلُهُ عَلَيْهِ مِائَةُ صَلَاةٍ۔ [2]

---

[1] -شرح صحیح مسلم:729/3

[2] -شرح مشکل الآثار،61/2، حدیث:596۔ مصنف عبدالرزاق،121/5، حدیث:9133

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں بے شک ہم دیکھتے ہیں کہ: مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب اس کے سوا دیگر مساجد سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہے سوائے مسجد رسول اللہ ﷺ کے کیونکہ اسے مسجد حرام پر سو گنا فضیلت حاصل ہے۔

## نتائج بحث

1۔ احادیث میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے مگر اصلا تعارض نہیں ہے۔

2۔ تعارض کے اسباب درج ذیل ہیں:

I. عموم و خصوص کے اعتبار سے۔ تباین احوال کے اعتبار سے۔ رواۃ کی ادائیگی کے اعتبار سے

تعارض کی شرائط درج ذیل ہیں:

II. اتحاد محل۔ اتحاد وقت۔ متضاد احکام۔ یوں تو علمائے برصغیر میں سے بہت سے معتبر نام ہیں جنہوں نے اس فن میں اپنا کردار ادا کیا مگر ان میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا نام بھی نمایاں ہے۔ شرح صحیح مسلم، نعم الباری شرح صحیح بخاری میں بڑے احسن انداز کے ساتھ احادیث کے ظاہری تناقض کو رفع کر کے مفاہیم احادیث میں تطبیق دی ہے۔

احادیث سے رفع تعارض میں مولانا غلام رسول سعیدی کا منہج و اسلوب یوں ہے:

I. تحت الباب اور اس کے معارض احادیث کو معہ ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

II. احادیث سے مستنبط احکام ذکر کر کے حاملین مواقف کو مع الدلائل نقل کرتے ہوئے ترتیب کا خصوصی خیال رکھتے ہیں۔

III. احادیث کے حکم پر بحث کرتے ہوئے اسمائے رجال کو بیان کرتے ہیں۔

IV. لغت، اشعار، اور اقوال اسلاف کو دلائل کے طور پر نقل کرتے ہیں۔

V. جدید مسائل پر اپنی رائے کا کھل کر اظہار کرتے اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے انہیں ثابت کرتے ہیں۔

VI. احادیث سے رفع تعارض میں احناف کی تقلید کرتے ہیں۔